فون نمبر: ۵۴۳۰۶

جلد ۳۸ — جمعۃ المبارک ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ — ۷ فروری ۱۹۸۶ء — شمارہ ۶

مندرجات

اداریہ ۔۔۔ ۳
تفسیر سورہ بقرہ ۔۔۔ ۵
جلسۂ استراحت ۔۔۔ ۷
جرعات ۔۔۔ ۱۳
احترام انسانیت ۔۔۔ ۱۶
خلیل عرب کی اہلیہ کا انتقال ۔۔۔ ۱۹
تبصرۂ کتب ۔۔۔ ۲۰
اطلاعات و اعلانات ۔۔۔ ۲۲

بدلِ اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے — فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ — ممالک غیر سے ۲۰ پونڈ

صرف اکثریت کی بنیاد پر کوئی فقہ نافذ نہیں کی جا سکتی

جسٹس انوار الحق سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ

ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ ہمارے ملک کے نامور محقق، فاضل اور متعدد علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف جامعہ سلفیہ کے ابتدائی دور کے فارغ ہیں جب کہ جامعہ سلفیہ دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور کی عمارت میں ہی قائم تھا۔ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم بھی طلباء کو موطا امام مالک کا درس دیتے تھے۔ موطا امام مالک حدیث کی سب سے اولین کتاب ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ان میں سرفہرست شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں۔ مولانا غزنوی کے درس موطا سے ڈاکٹر گورایہ صاحب کے اندر بھی موطا امام مالک سے خصوصی لگاؤ اور شغف پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اس کو بنیاد بنا کر انگریزی میں ایک کتاب بنام اور جنز آف اسلامک جیورس پروڈنس (فقہ اسلامی کے ماخذ) تحریر فرمائی ہے۔ دسمبر ۱۹۸۵ء میں جنگ فورم میں اس کتاب پر ایک مذاکرہ ہوا، جس میں فاضل مصنف کے علاوہ جسٹس یعقوب علی، مولانا عبد الجبار شاکر، جسٹس کارنیلیس، جسٹس آفتاب حسین اور جسٹس انوار الحق سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ پاکستان اور دیگر اہل علم و فکر شریک ہوئے۔ اس مذاکرے میں جسٹس انوار الحق صاحب نے فرمایا کہ ”ملک میں صرف اکثریت کی بنیاد پر کوئی فقہ نافذ نہیں کی جا سکتی، بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اجتہاد کی بنیاد پر تمام فقہوں کو ملا کر ایک مشترکہ فقہ تشکیل دی جائے“۔ دیگر اہل علم و فکر نے بھی کتاب کو سراہا اور عصری مسائل کے حل کے لیے فقہی جمود کی بجائے توسع اور اجتہاد سے کام لینے کی تائید کی۔ (روزنامہ ”جنگ“، لاہور۔ ۲ دسمبر ۱۹۸۵ء)

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کیا جائے • ارکان اسمبلی کا مطالبہ

اسلام آباد ۲۶ جنوری۔ قومی اسمبلی میں آج بھی اسلامی نظریاتی کونسل کی ۸۔۷۷۔۱۹۷۷ء کی رپورٹ پر بحث جاری رہی۔ ایم حمزہ اور شاہ تراب الحسن نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے سفارشات کی تعریف کی مگر انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ حکومت ان سفارشات پر صحیح طریقے سے عملدرآمد نہیں کر رہی۔ شاہ تراب الحسن نے کہا کہ حکومت نے ان سفارشات میں سے کئی اہم ترین نکات کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے مثلاً:۔

- یہ کہ حج فارموں پر خواتین کا فوٹو لگانے کی شرط ختم کر دی جائے • عریانی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکا جائے۔
- حدود آرڈیننس نافذ کیا جائے • تعلیم کو اسلامی ہدایت کے مطابق بنایا جائے • جیلوں یا قیدیوں کے لئے اصلاحات نافذ کی جائیں۔
- قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ہونا چاہیئے • بھارت میں یتیم مسلم بچوں کو پاکستانی قومیت دی جائے • انہوں نے کہا

کونسل کی سفارشات نہایت اچھی ہیں۔ ان پر عمل درآمد کیا جائے تو ایک اسلامی معاشرہ قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ مقررین نے سادگی اپنانے اور جرائم ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور قومی لباس اور قومی زبان کے بارے میں کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے نظام صلوٰۃ، زکوٰۃ اور قانون شہادت کی تعریف کی۔

(”نوائے وقت“ لاہور۔ ۲۷ جنوری ۱۹۸۶ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (رہائش)
فون - ۶۲۴۷۶
۲۶ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۶ھ
۷ - فروری سنہ ۱۹۸۶ء

فون دفتر الاعتصام
۵۴۴۰۶
جلد — ۳۸
شمارہ — ۶

(ع - ن)

سوشلزم کمیونزم کو جنم دیتا ہے جو بدترین الحاد و گمراہی ہے

پاکستان میں سنہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جس نعرے نے عوام الناس کو بے وقوف بنا کر ووٹ حاصل کئے تھے وہ "روٹی، کپڑا اور مکان" کا نعرہ تھا۔ اس کے ساتھ یہاں کے نظام میں تبدیلی کا جو داعیہ مشتہر کیا گیا تھا وہ "اسلامی سوشلزم" کی نئی اصطلاح تھی۔ اس پر اہلِ علم اور علمائے دین نے اخبارات و رسائل میں اپنا منفی ردِ عمل ظاہر کیا اور اسے غیر اسلامی قرار دیا تھا۔ اس کے باوجود بھٹو صاحب کی کامیابی، سقوطِ مشرقی پاکستان اور آخر میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے قیام نے اس الحادی سلسلے کو کامیاب کرنے کی پوری کوشش جاری رکھی۔ اس حکومت نے چونکہ اپنے دئیے ہوئے نعرے پر کوئی عمل نہیں کیا تھا۔ یعنی معاشی خوش حالی کے جتنے خواب دکھائے گئے تھے سب سراب ثابت ہوئے تھے۔ بلکہ اس کے برعکس ملک میں غنڈہ گردی، بداخلاقی، سرکاری اہلکاروں کی طرف سے یا ان کی سرپرستی میں عصمت دری اور قتل و اغوا کا سلسلہ رواج پا گیا تھا۔ اس لئے "اسلامی سوشلزم" کے دعووں کی قلعی کھل گئی اور آخر ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں ان کی دھاندلیوں نے خود ان کی حکومت کا دیوالیہ نکال دیا اور "نفاذِ اسلام" کی تحریک اس حکومت کے زوال کا باعث بن گئی۔

مارشل لاء کے ساڑھے آٹھ سال نفاذِ اسلام کا نعرہ جاری رہا مگر بوجوہ یہ بیل بھی منڈھے نہ چڑھ سکی اور سیاست دانوں کی روش اور حکومت کی نفاذِ اسلام سے پسپائی نے دوبارہ اسی پٹی ہوئی جمہوریت کو زندہ کرنے کے لئے مارشل لا اٹھا دیا۔ یکم جنوری ۱۹۸۶ء سے یہاں سول حکومت نے جمہوریت کا "پتلا" اٹھا رکھا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں پیپلز پارٹی اور اس کی حاشیہ بردار جماعتوں نے بھی اپنے اتحاد کا نام ایم آر ڈی (MOVEMENT FOR REVIVAL OF DEMOCRACY) یعنی تحریکِ احیائے جمہوریت رکھا ہوا ہے۔ ان کے خیال میں جمہوریت دراصل وہی ہوگی جو وہ لائیں گے یا بالفاظِ دیگر جس میں وہ خود برسرِ اقتدار ہوں گے۔ اسی لئے وہ اپنے اقتدار کے حصول کے لئے جو تحریک چلانا چاہتے ہیں اس کی رو سے وہ یہی بیان دے رہے ہیں کہ نہ مارشل لا گیا ہے نہ جمہوریت آئی ہے ——!!

حقیقت یہ ہے کہ ایم آر ڈی کی کامیابی دراصل پیپلز پارٹی کی کامیابی ہے جس کے خلاف ۱۹۷۷ء میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو اب ان کے حواری بنے ہوئے ہیں اور ہم بلاخوفِ تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس "اتحاد" میں پیپلز پارٹی

ہی کو برتری حاصل ہے اور وہ لوگ اپنا وہی پرانا دور واپس لانا چاہتے ہیں۔ اب چند روز سے ان کی صفوں سے صرف سوشلزم کا نعرہ سننے میں آ رہا ہے ۔ پنجاب پیپلز پارٹی کے جنرل سیکرٹری رانا شوکت محمود نے ۲۷ جنوری کے نوائے وقت میں شائع ہونے والے ایک بیان میں کہا ہے کہ پارٹی کو سوشلزم کی بنیادوں پر استوار کیا جائے گا کیونکہ ان کا منشور سوشلزم پر مبنی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ پارٹی قصبات کی سطح پر سٹڈی سرکل (مطالعے کے حلقے) قائم کرنا چاہتی ہے تاکہ دیہی عوام کو بھی پارٹی کے منشور سے آگاہ کیا جائے۔ انہوں نے اپنے کارکنوں کو بھی ہدایت کی ہے کہ وہ دیہی علاقوں میں اپنی رابطہ مہم کا آغاز کریں ——— !!

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوشلزم کے نعرے سے پھر لوگوں کو معاشی خوش حالی کا خواب دکھایا جائے گا۔ عوام سے رابطہ کرنے کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں حلقے قائم کرنے کا طریق کار وہی (روسی اندازِ تبلیغ) ہے۔ جس کو کمیونسٹ (طبقات) کہا جاتا تھا۔ انہی کی بنا پر آگے چل کر کمیونزم کی بنا استوار ہوئی تھی اور ملک میں سوشلسٹ اشتراکی انقلاب کی راہ ہموار ہوئی تھی ——— جب یہ واضح ہے کہ پیپلز پارٹی کا منشور سوشلزم پر مبنی ہے تو یہ بھی واضح ہے کہ یہ اس لادینی نظام کو جنم دینے کا ذریعہ ہے جو سراسر الحاد و بے دینی اور ضلالت و گمراہی پر منتج ہوتا ہے۔

پاکستان کے عوام چونکہ اسلام کو پسپا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں اس لئے وہ لامحالہ ایک "دلفریب بدی" کی طرف جھکنے میں عار محسوس نہیں کریں گے یوں بھی چونکہ پیپلز پارٹی کو عوامی حلقوں کے ان پڑھ اور جاہل لوگوں کے ساتھ ساتھ بدقماشوں کی بھی حمایت حاصل ہو جایا کرتی ہے اس لئے وہ اس نظام کو یہاں رائج کرنے کے لئے پوری قوت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ بنا بریں ہم آرڈی کے حواریوں اور خیر خواہوں سے گزارش کریں گے کہ وہ متذکرہ پارٹی کے تیور پہچانیں اور جمہوریت کے پردے میں پوشیدہ الحاد کے ساتھ تعاون کے مرتکب نہ ہو جائیں اور اس صورتِ حال کے ذمہ دار نہ بن جائیں ؎

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما ؛ لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

عظیم الشان تبلیغی و تعلیمی کانفرنس

زیر اہتمام جامعہ سراج العلوم بونڈھیار (گونڈہ) ہند

ادارہ اصلاح المساجد کے زیر اہتمام تعمیر شدہ جامع مسجد سراج العلوم بونڈھیار کی تقریب افتتاح کے موقعہ پر مجلس منتظمہ جامعہ سراج العلوم بونڈھیار نے بتاریخ ۲۵-۲۶ جمادی الآخری ۱۴۰۶ھ مطابق ۷-۸ مارچ ۱۹۸۶ء بروز جمعہ، ہفتہ ایک مذاکرۂ علمی و اجلاسِ عام کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔ مذاکرہ علمی کا موضوع ہے۔ **"مدارسِ اسلامیہ میں منہجِ سلف کا احیاء"**

اجلاسِ عام و مذاکرہ علمی میں ہند و بیرونِ ہند کے ممتاز علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔ ہم بلا اختلافِ مذہب و مسلک تمام لوگوں کو اس عظیم الشان تبلیغی و تعلیمی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں ۔ نیز اس موقعے پر ایک سوونیئر (یادگار مجلہ) شائع کرنے کا پروگرام ہے۔ لہٰذا جامعہ سراج العلوم بونڈھیار کے تمام مستفیدین و فضلاء (اندرون یا بیرون ملک) اپنے نام و پتہ، مدت استفادہ و سنِ فراغت اور مختصر حالات نیز علمی و دینی سرگرمیوں سے جامعہ کے پتہ پر ہمیں مطلع فرمائیں۔

(احسان اللہ ناظم مجلس استقبالیہ اجلاسِ عام جامعہ سراج العلوم بونڈھیار پوسٹ سکھوئیا، ضلع گونڈہ۔ یوپی۔ انڈیا)

التفسیر والتعبیر — مولانا عزیز زبیدی، نیا کوٹ لاہور

— ۲۲ —

تفسیر سورۃ البقرۃ

آفرینش آدم اور شیطان کی اس سے آویزش

آگے بڑھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر تخلیق آدم کے سلسلے میں مختصر سا ایک وضاحتی نوٹ آپ کے سامنے پیش کریں، کہ اس کے بعد شیطان نے ناحق اس سے آویزش کا سلسلہ کیوں شروع کیا؟ تفصیل تو اس کی خاصی طویل ہے تاہم اب تک اس سلسلے میں جو کچھ لکھا یا کہا گیا ہے اس کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔

آفرینش آدم

حضرت انسان کے ظہور کے لئے سرکاری طور پر پہلے کافی کچھ کیا گیا، کیونکہ خدا کا خلیفہ تھا، گو یہ ایک مٹی کی مٹھی ہے لیکن اپنی ہمہ گیر حیثیت کی وجہ سے اس کو زمین و آسمان کا وسیع گھروندا چاہیئے تھا، چنانچہ پہلے زمین کو پھر آسمان کو بنا کر زمین بچھائی گئی کہ یہ "سرکار" (خلیفہ) وہاں فروکش ہو سکے، پھر اس کی بقاء اور زیست کے لئے محیر العقول سامان کئے گئے۔ جب اس کے نزول اجلال کے سامان پورے ہو گئے تو پانی کا چھینٹا دے کر مٹی کے خلاصہ سے اس کا ابتدائی جرثومہ تیار کیا گیا جس کے بعد مناسب تدریجی مراحل طے ہوئے اور بالآخر ارض و سماء کے وارث تشریف لے آئے: وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ (پ۲۱ - السجدہ ع۱) مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۝

یعنی اس کے خلاصہ سے انسان کی پیدائش پانی ملی ہوئی مٹی سے شروع کی تھی۔ مٹی چپچپی تھی۔ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ (پ۲۳ - الصفت ع۱) کالی سیاہ سخت۔ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ۔ اسے ٹھیک ٹھاک تیار فرما کر اس میں جان ڈالی: ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ (ایضاً)

اس کے بعد تناسل کی داغ بیل ڈالی گئی۔ یعنی حقیر پانی کے جوہر اور خلاصہ (منی) سے اس کے توالد اور تناسل کے سلسلہ کو قائم کیا گیا۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۝ (پ۲۱ - السجدہ ع۱)

"پھر اس کی نسل کا سلسلہ حقیر پانی کے خلاصہ سے شروع فرمایا"۔

اس کی تخلیق سے غرض یہ بتائی کہ وہ میری غلامی اور بندگی کرے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔

ابلیس - شیطان

ابلیس، شیطان کا اسم علم ہے۔ تعلّی اور ڈینگیں مارنے کے باوجود منہ کی کھا کر سراپا مایوسی اور ناامیدی میں مبتلا ہونے کے بعد غم کی شدت اور ہارے ہوئے جواری کی طرح پیچ و تاب کھاتے رہنے کو ابلاس کہتے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ جب ابلیس نے روز اول میں خدا کے حکم کی عدولی کرتے ہوئے جھنجھلا کر سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا اور پھر اپنی برتری کے خبط کا فلسفہ بیان کر کے اولاد آدم کو بھی بے راہ کرنے کا چیلنج کیا۔ اور قیامت تک جینے اور من مانی کرنے کے لئے کھلی چھٹی مانگی تھی تو اس پیریڈ میں اس پر جو گذری اس کے لحاظ سے ابلیس کہا گیا ہے۔ اور جب اس نے اپنی دھمکیوں اور چیلنج کی تکمیل کے لئے اس نے آدم اور ابن آدم کو شکار کرنا شروع کیا اور اپنے منصوبے کے اتمام کے لئے عمل شروع کیا تو اس کو شیطان کہا گیا ہے مگر یہ ایک اعتباری فرق ہے۔ ورنہ دونوں کی مرجع جو ذات شریف ہے وہ ایک ہی ہے۔

اس کا تعلق فرشتوں کی جنس سے نہیں بلکہ جن سے ہے۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ (پ۱۵ - کہف ع) فرمایا کہ یہ آتشی مخلوق ہے۔ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (پ۲۷ - رحمٰن ع) نیز فرمایا کہ ہم نے اس کو لُو کی گرمی سے پیدا کیا: وَالْجَانَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ (پ۱۴ - الحجر ع۳)

پس یہ بدنصیب اپنی آگ کی نذر ہو گیا۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سجدہ کرنے سے تنہا انکار نہیں کیا تھا بلکہ انتقامی کارروائی کی دھمکی بھی دے ڈالی تھی۔ آدم کو بھی اور خالق آدم کو بھی قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (پ - الاعراف - ع۲)

" اور وہ بولا جیسی تو نے میری راہ ماری ہے، میں بھی تیرے راستے پر بنی آدم کی تاک میں بیٹھوں گا، پھر ان کے سامنے سے، ان کے پیچھے سے، اور ان کی داہنی طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے آؤں گا (جس طرح بن پڑا میں اس کی راہ ماروں گا) اور تو ان کی اکثریت کو شکر گذار نہیں پائے گا " اور شوخ اتنا کہ کہا: تیری عزت کی قسم ان سب کو اغوا کر کے چھوڑوں گا: فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (پ۲۳ - ص - ع ۵)

قوم سبا کے ذکر میں فرمایا، شیطان نے اس دن جو بول بولا تھا، اسے اس نے سچ بھی کر دکھایا تھا:۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۲۲ - سبا ع۲)

اس کے چیلنج کے باوجود اللہ تعالیٰ نے شیطان کا مقابلہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ عظیم ذات ہے۔ وہ اتنی چھوٹی سطح پر اترے؟ ممکن نہیں، اس کے علاوہ شیطان جتنا بڑھے گا، اتنا ہی محروم القسمۃ ہوتا جائے گا اور آخرت میں اس کی محرومی دیدنی ہوگی، انسانوں میں سے جو جو بھی اس کے بھڑے میں آ کر رب کے باغی بنے ان سب باغیوں کی بغاوت کا یہ تنہا مجموعہ نکلے گا، جو وہ الگ الگ خمیازہ بھگتیں گے، شیطان ان سب کے مجموعہ کا گٹھڑ سر پر اٹھائے گا۔ پھر اس پر کیا گزرے گی۔ اس کا اللہ کے سوا اور کوئی بھی اندازہ نہیں کر سکتا۔ اللّٰھم انا نعوذ بک من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفثہ ونفخہ۔

تحقیق و تنقید

مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی۔ لاہور
فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

جلسۂ استراحت اور اس کی کیفیت اور احناف کے دلائل کا جائزہ

جلسۂ استراحت پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قیام سے قبل تھوڑی دیر بیٹھنا جلسۂ استراحت کہلاتا ہے۔ اس کے بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ جلسہ (بیٹھنا) سُنّت ہے اور احناف اس کی مشروعیت و سنیت کے قائل نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ السنة عند الشافعی رحمه الله ان يقوم معتمداً على الارض خلافاً للحنفية (شرح تراجم ابواب صحیح البخاری صـ۲۵)

ترجمہ: "امام شافعیؒ کے نزدیک سنّت یہ ہے کہ نمازی زمین پر ٹیک لگا کر اٹھے بخلاف احناف کے۔"

المغنی میں ابن قدامہ لکھتے ہیں: ۔ قال مالك والشافعی السنة ان يعتمد على يديه فی النهوض (ج ۱ ص ۵۳۰)

کہ "امام مالکؒ و شافعیؒ فرماتے ہیں: اٹھتے وقت ہاتھوں کا آسرا لینا سنّت ہے"

اب ہم جانبین کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔ اوّلاً ہم احناف کے دلائل اور ساتھ ساتھ ان کے جواب لکھیں گے، اس کے بعد جلسۂ استراحت کے قائلین کا ذکر ہوگا۔ انشاء اللہ

احناف کے دلائل

۱۔ حدثنا خالد بن ایاس (ویقال خالد بن الیاس) عن صالح مولى التوأمة عن ابی هريرة قال كان النبیّ صلى الله عليه وسلم ينهضُ فِی الصلوة عَلىٰ صُدُورِ قَدَمَيْهِ ۔ (جامع الترمذی مع تحفة الاحوذی ۱/۲۳۸ باب كيف النهوض من السجود)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو پاؤں کے سینہ پر کھڑے ہوتے۔" (یعنی جلسۂ استراحت کے لئے نہ بیٹھتے)

جواب یہ دلیل قابلِ استدلال نہیں کیونکہ یہ ضعیف ہے۔ اسے روایت کرنے کے متصل بعد امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔ خالد بن ایاس ضعيف عند اهل الحديث کہ "یہ راوی خالد بن ایاس محدثین کے ہاں ضعیف ہے" (حوالہ مذکور) نیز امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ ترك الناس حديثه (المغنی ۱/۵۳۰) کہ "لوگوں نے (اس کے ضعف کے سبب) اس کی احادیث ترک کر دیں"۔ پس یہ روایت قابلِ احتجاج نہیں۔

۲۔ واذا نهض نَهَضَ عَلىٰ رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلىٰ فَخِذِهٖ (سنن ابی داؤد مع العون ۱/۳۱۱)

(ترجمہ) "جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہوتے اور ران کا آسرا لیتے"، (حنفیہ کی دلیل)

جواب امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے اور دونوں پر کلام ہے۔ ایک سند میں محمد بن جحادہ، عبدالجبار بن وائل عن ابیہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے متعلق امام منذری لکھتے ہیں کہ عبدالجبار کا سماع اپنے والد (وائل) سے ثابت نہیں۔

اسی طرح دوسری سند جو ہمام عن شقیق کے واسطے سے ہے اس میں عاصم بن کلیب اپنے والد (کلیب) سے اور وہ (کلیب) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

کلیب کے متعلق امام منذری لکھتے ہیں وحديثه

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم موسل فانہ لم یدرکہ (عون المعبود ۱/۳۱۱) کہ کلیب کی حدیث جو براہ راست آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، مرسل ہے کیونکہ اس نے آں حضرتؐ کو نہیں پایا۔ پس یہ حدیث اپنی دونوں سندوں کے لحاظ سے متکلم فیہ اور ناقابل احتجاج ہے۔

۳ - مسند احمد بن حنبل میں ابو مالک اشعری کی ایک طویل حدیث ہے جس کے آخر میں ہے۔ ثُمَّ سَجَدَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا کہ "آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور کھڑے ہوگئے" (احناف کی تیسری دلیل)

جواب ۱ - اس کی سند میں ایک راوی شہر بن حوشب ہے، اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :- کثیر الارسال والاوھام کہ "یہ شخص کثرت سے ارسال کرتا اور اسے وہم ہوجاتا ہے" لہٰذا یہ متکلم فیہ راوی ہے۔

۲ - نیز اس حدیث میں جلسۂ استراحت کی نفی نہیں، بالفرض نفی ہو بھی تو زیادہ سے زیادہ وجوب کی نفی ہوگی۔ اس کی سنیت کی نفی نہیں۔

۳ - مالک بن حویرث کی حدیث اس سے زیادہ قوی ہے جس میں جلسۂ استراحت کا اثبات ہے (یہ حدیث آگے آرہی ہے) (تحفۃ الاحوذی ۱/۲۳۸)

۴ - عکرمہ کا بیان ہے کہ میں نے مکے میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں۔ میں نے ابن عباسؓ سے کہا یہ شخص بے وقوف ہے جو اس قدر زیادہ تکبیرات کہتا ہے انہوں نے فرمایا یہی تو آنحضرتؐ کی سنت ہے (صحیح البخاری) اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں جلسہ استراحت نہیں۔ اگر ہوتا تو جلسوں سے اٹھنے کے لئے دو تکبیریں زیادہ ہوجاتیں۔ اور تکبیرات بائیس کی بجائے چوبیس ہوتیں۔ کیونکہ ہر دفعہ قیام و قعود میں آں حضرتؐ تکبیر کہا کرتے تھے۔ (حنفی دلیل)

جواب چونکہ جلسۂ استراحت خفیف اور تھوڑا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کوئی ذکر دعا مشروع نہیں۔ یہ کوئی مستقل بیٹھنا نہیں بلکہ قیام ہی کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا اس سے جلسۂ استراحت کی عدم مشروعیت پر استدلال نادرست ہے۔ اگر اس سے استدلال کیا بھی جائے تو وہ اشارۃً ہوگا۔ جب کہ حضرت مالک بن حویرث کی حدیث (جو آئندہ ذکر ہوگی) جلسۂ استراحت کے اثبات میں صریح ہے ومن المعلوم ان العبارۃ مقدمۃ علی الاشارۃ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ عبارت اشارہ سے مقدم ہوتی ہے۔ پس یہ دلیل بھی ناکافی ہے۔

۵ - نھی ان یعتمد الرجل علی یدہ اذا نھض فی الصلوٰۃ (سنن ابی داؤد مع عون المعبود ۱/۳۷۷) (باب کراھیۃ الاعتماد علی الید فی الصلوٰۃ) کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نمازی نماز میں کھڑے ہوتے وقت ہاتھ کا آسرا لے" (احناف کی پانچویں دلیل)

جواب اس حدیث کے بیان کرنے میں راویوں کے الفاظ مختلف ہیں۔ ابو داؤد کے حوالے سے مکمل متن مع سند ملاحظہ ہو۔ حدثنا احمد بن حنبل و محمد بن شبویۃ و محمد بن رافع و محمد بن عبدالملک الغزال قالوا حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن اسمٰعیل بن امیۃ عن نافع عن ابن عمر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

- قال احمد بن حنبل: ان یجلس الرجل فی الصلوٰۃ وھو معتمد علی یدہ۔

- وقال ابن شبویۃ: نھی ان یعتمد الرجل علی یدہ فی الصلوٰۃ۔

- وقال ابن رافع: نھی ان یصلی الرجل وھو معتمد علی یدہ۔

- وقال ابن عبدالملک: نھی ان یعتمد الرجل

علی یدیہ اذا نھض فی الصلوۃ ۔

پس امام ابوداؤد کے انداز روایت سے واضح ہے کہ یہ روایت ایک ہی ہے ۔ صرف راویوں کے الفاظ میں اختلاف ہے ۔ پہلے راوی امام احمد بن حنبل ہیں ۔ ان کے بیان کردہ الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ نمازی دورانِ نماز ہاتھ پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھے ۔ دوسرے اور تیسرے راوی کی روایت کا مفہوم ہے کہ مطلقاً نماز کے دوران نمازی ہاتھ کی ٹیک نہ لے ۔ مگر اس کو بھی بیٹھنے کے وقت کے ساتھ خاص کیا جاسکتا ہے ۔ کیونکہ دوسری روایات میں بالصراحت نمازی کو بحالتِ جلوس ہاتھ کی ٹیک سے منع کیا گیا ہے ۔ (ملاحظہ ہو مصنف عبدالرزاق ۲/۱۹۷ و السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۳۵ والمستدرک للحاکم ۱/۲۷۲)

ان تمام روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ امام احمد کی روایت سب سے صحیح ہے جسے دوسری روایات کی تائید حاصل ہے ۔ پس احناف نے صرف ابن عبدالملک کی روایت اور الفاظ سے استدلال کیا جو دوسری روایات کے مقابلے میں شاذ ہیں ۔ اور اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ اس کی تائید میں کوئی مستند روایت ہی ہے ۔ لہٰذا یہ بھی غیر مقبول اور مردود ہے ۔ اس سے بھی احناف کی موقف کی تائید نہ ہو سکی ۔

۶ ۔ سنن ابی داؤد میں ابوحمید ساعدی کی ایک حدیث میں ہے ۔ فَسَجَدَ ثُمَّ کَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ یَتَوَرَّکْ (سنن ابی داؤد مع عون المعبود ۱/۲۶۷) کہ "آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کے بعد تکبیر کہہ کر کھڑے ہوئے اور نہ بیٹھے ۔"

اس سے امام طحاوی حنفی نے استدلال کیا ہے کہ چونکہ ابوحمید کی اس روایت میں جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں لہٰذا یہ مشروع نہیں (حاشیہ صحیح البخاری ۱/۱۱۳) (حنفی دلیل)

جواب یہ صحیح ہے کہ ابوحمید کی اس روایت میں جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں ۔ لیکن اس میں جلسۂ استراحت کا مذکور نہ ہونا اس کے عدم وجود اور نفی پر کیسے دال ہوا ؟

اگر امام طحاوی کے بقول جلسۂ استراحت کا عدم ذکر اس کے عدمِ مشروعیت پر دال ہے تو

۱ ۔ اس میں وضو کا ذکر نہیں ۔

۲ ۔ نماز میں قبلہ رُو ہونے کا بھی ذکر نہیں ۔

۳ ۔ دعاء استفتاح کا نام و نشان تک نہیں ۔

۴ ۔ نماز میں ہاتھ باندھنے کا بھی ذکر نہیں ۔

۵ ۔ رکوع و سجود کی دعاؤں کا بھی کوئی ذکر نہیں ۔

کیا طحاوی صاحب اور ان کے ہمنوا ہم خیال احباب مندرجہ بالا پانچوں امور کی عدم مشروعیت کا فتویٰ دیں گے ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

امام طحاویؒ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کا اس حدیث میں ذکر ہے وہی مشروع ہے تو ہم عرض کریں گے کہ ۔

ا ۔ اس حدیث میں رکوع کو جاتے ہوئے ، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کے قیام کے وقت رفع الیدین کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے ۔ احناف کو اس سنت سے کیوں عداوت ہے ؟

ب ۔ اس حدیث میں آخری تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ (تورّک) جس پر اصحاب الحدیث عامل ہیں ۔ (الحمد للہ) یہ احناف کو کیوں گوارا نہیں ؟

پس اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں اگر جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں تو کیا ہوا ؟ دیگر صحیح ترین روایات میں صراحتاً ذکر موجود ہے وہی اس کے سنت ہونے کی دلیل میں کافی ہے ۔ ویسے احناف کی معلومات میں اضافے کی غرض سے عرض ہے کہ سنن ابی داؤد میں باب افتتاح الصلوٰۃ کی دوسری حدیث انہی ابوحمید سے ہے اس میں جلسۂ استراحت موجود ہے ۔ ذرا غور سے دیکھیں ۔

۷ ۔ کان اذا رفع رأسہ من السجدتین

استوی قائماً۔ (سبل السلام شرح بلوغ المرام بحوالہ مسند
بزار باب صفۃ الصلوٰۃ ۱/۱۳۱ حدیث ۲۸۶) کہ "آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدوں سے اٹھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے"

جواب | یہ حدیث بھی ناقابل استدلال و ناقابل احتجاج
ہے۔ امام نووی نے اسے ضعیف کہا ہے (ملاحظہ ہو سبل السلام
صفحہ ایضاً)

۸:۔ من السنۃ فی الصلوٰۃ المکتوبۃ اذا
نھض الرجل فی الرکعتین الاولیین ان لا یعتمد
علی الارض الا ان یکون شیخاً کبیراً لا یستطیع
(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۳۶) "سنت ہے کہ
پہلی دو رکعتوں کے بعد جب نمازی کھڑا ہو تو زمین پر آسرا نہ لے
الا یہ کہ بوڑھا ہو" (احناف کی آٹھویں دلیل)

جواب | اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق اور
زیاد بن زیاد السوائی ہیں۔ اور یہ دونوں راوی اہل علم کے ہاں روایت
حدیث میں مجروح اور متکلم فیہ ہیں۔ اس وجہ سے ان کی بیان کردہ
روایات ضعیف اور ناقابل عمل ہیں۔

۹:۔ عن النعمان بن ابی عیاش قال ادرکت
غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فکان اذا رفع رأسہ من السجدۃ فی اول
رکعۃ والثالثۃ قام کما ہو ولم یجلس (مصنف
ابن ابی شیبۃ) "نعمان بیان کرتے ہیں میں نے بہت سے صحابہ کو
دیکھا کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں بیٹھے بغیر کھڑے ہو جاتے
تھے۔" (احناف کی نویں دلیل)

جواب | اس کی سند میں محمد بن عجلان راوی مدلس ہے۔
جو عن سے روایت کرتا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ مدلس راوی
کی روایت بصیغہ عن مقبول نہیں ہوتی۔
نیز اس کا حافظہ بھی درست نہ تھا اور یہ بیان کرنے میں
اکیلا ہے۔ نیز ابن عجلان سے ابو خالد الاحمر راوی ہے اس کا بھی
حافظہ درست نہ تھا۔ لہٰذا یہ اثر بھی ناقابل استدلال ہے۔

۱۰:۔ عن عبدالرحمٰن بن یزید قال رمقت
عبداللہ بن مسعود فی الصلوٰۃ فرأیتہ ینھض
ولا یجلس قال ینھض علی صدور قدمیہ فی
الرکعۃ الاولیٰ والثالثۃ (بیہقی فی السنن)
"عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن
مسعود کو نماز میں غور سے دیکھا وہ پہلی اور تیسری رکعت میں بیٹھے
بغیر کھڑے ہوا کرتے تھے۔" (احناف کی دسویں دلیل)

جواب | اس حدیث کو بیان کر کے امام بیہقی فرماتے ہیں
اگرچہ جلسہ استراحت کا ترک کرنا ابن مسعود سے صحیح ثابت ہے
سنت کی اتباع و اطاعت افضل ہے۔
لہٰذا ابن مسعودؓ کا اس عمل کو ترک کرنا اس کی عدم مشرو
پر دلالت نہیں کرتا۔ زیادہ سے زیادہ ان کا اسے ترک کرنا ثا
ہوتا ہے۔ ابن مسعود کا کسی عمل کو ترک کرنا اس کے مسنون نہ ہو
پر دال نہیں۔

۱۱:۔ عن عطیۃ العوفی قال رأیت ابن عم
ابن عباس وابن الزبیر وابا سعید الخدری
علی صدور اقدامھم فی الصلوٰۃ (بیہقی) "عط
کہتے ہیں میں نے حضرات ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن الزبیرؓ اور ابو
خدری کو دیکھا کہ یہ حضرات نماز میں سیدھے پاؤں کے بل کھڑے
ہوتے تھے" (احناف کی گیارہویں دلیل)

جواب | اس اثر کا راوی عطیہ ہے جس کے متعلق امام
نے اسی اثر کے بعد لکھا (عطیۃ لا یحتج بہ) کہ عطیہ قابل احت
نہیں۔
میزان الاعتدال میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ مش
تابعی ہے مگر ضعیف ہے۔

نیز صحابہ کا کسی عمل کو ترک کر دینا اس کے مسنون ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ صحابہ کے مقابلے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع اولیٰ اور افضل ہے۔

۱۲۔ بعض احناف کہا کرتے ہیں کہ اگر یہ جلسہ مسنون ہوتا، تو آں حضرت کی نماز بیان کرنے والا ہر صحابی اسے ذکر کرتا۔ کچھ ذکر کرتے ہیں کچھ ذکر نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ سنّت نہیں ہے۔

جواب یہ اعتراض بے محل اور بے جا ہے۔ کیونکہ کسی بھی ایک صحابی نے مکمل نماز بیان نہیں کی۔ بلکہ آنحضرتؐ کی مکمل نماز تمام صحابہ کی احادیث اور بیان جمع کر کے سب سے مجموعی طور پر معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ کسی ایک حدیث میں مکمل نماز کا بیان نہیں آیا۔

۱۳۔ اگر یہ جلسۂ استراحت مسنون ہوتا تو اس کے لیے کوئی ذکر مشروع ہوتا۔ اس جلسہ میں چونکہ کوئی ذکر اور دعا نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ سنّت نہیں۔ (احناف کی تیرھویں دلیل)

جواب یہ اعتراض بھی محض اعتراض ہے ورنہ اس میں بھی کوئی وزن نہیں۔ چونکہ یہ انتہائی مختصر، خفیف جلسہ ہے۔ اور قیام ہی کا ایک حصّہ ہے۔ اس کے لئے علیحدہ دعا مشروع نہیں۔

۱۴۔ صاحب ہدایہ وغیرہ جب اپنے جملہ دلائل کے جوابات پا چکے اور اپنے اعتراضات کی غیر معقولیت ان پر واضح ہو گئے تو عاجز ہو کر جلسۂ استراحت کی تاویل یہ کی یہ بڑھاپے پر محمول ہے۔ جب آں حضرت علیہ السلام عمر رسیدہ ہو گئے اور بدن بھاری ہو گیا تو آپ نے یہ بیٹھنا شروع کیا ورنہ یہ سُنّت نہیں۔

جواب لیکن ان کی یہ تاویل بھی اہل علم کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ خود احناف میں سے البحر الرائق کے مصنف نے اس تاویل کو پسند نہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس کی کوئی دلیل پیش کرنی چاہیے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

لہٰذا صاحب ہدایہ کی یہ تاویل بھی غیر معقول اور غیر مقبول ہوئی۔

جلسۂ استراحت کا ثبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ (صحیح البخاری) کہ "تم نماز اسی طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا"۔ کتب حدیث میں صحیح سند کے ساتھ مروی روایات میں جلسۂ استراحت کا ثبوت موجود ہے۔

عن ابی قلابۃ قال اخبرنی مالک بن الحویرث اللیثی انہ رأی النبیَّ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم یُصَلِّی فَاِذَا کَانَ فِیْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ لَمْ یَنْھَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَاعِداً (صحیح بخاری ۱/۱۱۳ باب من استوی قاعداً فی وتر من صلوتہ ثم نھض۔ سنن ابی داؤد مع عون المعبود ۱/۳۱۳ باب کیف النھوض فی الفرد ــــ سنن النسائی ۱/۱۳۶ باب الاستواء للجلوس عند الرفع من السجدتین) ترجمہ "مالک بن حویرث کا بیان ہے۔ انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا جب پہلی اور تیسری رکعت میں ہوتے تو نہ کھڑے ہوتے حتیٰ کہ برابر ہو کر بیٹھتے"
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جلسہ سُنّت ہے۔ اور کان کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عمل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کسی عذر کی وجہ سے نہ تھا۔

نمازی جلسۂ استراحت کے بعد کیسے کھڑا ہو۔؟

جلسۂ استراحت کے بعد جب نمازی کھڑا ہو تو اسے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کے ان کا آسرا لے کر کھڑا ہونا چاہیے۔
مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہوئے ابو قلابہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مالک بن حویرث ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہماری مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی اور فرمایا میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں۔ میرا نماز کا کوئی ارادہ نہیں لیکن میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ

اللہ کے نبی کیسے نماز پڑھتے تھے ؟

ابو قلابہ کے شاگرد ایوب نے ان سے پوچھا کہ حضرت مالک رض کی نماز کیسے تھی ؟ انہوں نے عمرو بن سلمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ان شیخ کی نماز جیسی تھی ۔

ایوب کہتے ہیں وہ شیخ (عمرو بن سلمہ) جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے اور زمین پر ہاتھ رکھتے، پھر کھڑے ہوتے (صحیح البخاری ۔ سنن ابی داؤد ۔ سنن النسائی ۔ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ۱/۲۳۷ باب کیف النھوض من السجود)

معلوم ہوا کہ یہ جلسہ سنت ہے تبھی تو حضرت مالک نے یہ بتایا اور کرکے دکھایا اور دیگر لوگ بھی اس کے عامل رہے ۔ کسی امتی کے کسی عمل کو ترک کردینے سے اس عمل کا سنت ہونا مشکوک نہیں ہوجاتا ۔

نمازی زمین پر ہاتھ کیسے رکھے ؟

سابقہ بحث سے واضح ہوا کہ جلسہ استراحت مسنون ہے جلسہ کے بعد قیام کو جاتے ہوئے زمین پر ہاتھ رکھنے چاہئیں ۔ اب آخری ایک بات باقی رہ جاتی ہے کہ نمازی جلسہ کے بعد زمین پر ہاتھ کیسے رکھے ؟ ہاتھ کھلے ہوں یا مٹھی بند ہو ؟

اس بارے میں محدث العصر الشیخ ناصر الدین الالبانی (متعنا اللہ بطول حیاتہ آمین) کی تحقیق یہ ہے کہ مٹھی یوں بند ہو جیسے آٹا گوندھنے والا بند کرتا ہے ۔

انہوں نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (۲/۳۹۲) میں ایک حدیث نقل کی ہے ۔ لفظ یہ ہیں ۔ اخرج ابو اسحٰق الحربی فی غریب الحدیث (۵/۹۸/۱) عن الازرق بن قیس رأیت ابن عمر یعجن فی الصلوۃ یعتمد علی یدیہ اذا قام فقلت لہ ؟ فقال : رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ (ترجمہ) ازرق بن قیس فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو ٹیکتے اور آٹا گوندھنے والے کی طرح ہاتھ رکھتے ۔

ازرق کہتے ہیں میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے جواب دیا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے ۔ یاد رہے کہ اس اثر کی سند کو شیخ البانی مدظلہ نے حسن قرار دیا ہے ۔

النہایہ فی غریب الحدیث میں ابن الاثیر نے یعجن کا معنی لکھا ہے کہ ہاتھ کو آٹا گوندھنے والے کی طرح رکھا جائے ۔ جلسہ استراحت کے اثبات میں مالک بن حویرث کی حدیث بروایت ابی قلابہ بحوالہ صحیح بخاری اوپر ذکر ہوچکی ۔ کرمانی کے حوالے سے اس حدیث کے حاشیہ پر صحیح بخاری میں ہے ۔

قال الفقھاء : یعتمد کما یعتمد العاجن للخبز

کہ ہاتھ یوں رکھے جیسے آٹا گوندھنے والا رکھتا ہے ۔

پس علامہ البانی مدظلہ اور علامہ کرمانی کے حوالوں سے جلسہ استراحت کے بعد قیام کے لئے کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت متعین ہوگئی ۔

حضرت الاستاذ الحافظ محمد صاحب محدث گوندلوی (رحمہ اللہ و غفرلہ آمین) کے بعض شاگردوں نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حافظ صاحب مرحوم کا عمل بھی اس کے مطابق تھا

مولانا عزیز زبیدی ۔ ایڈیٹر تنظیم اہلحدیث ۔ لاہور

جرعات

محترم مولانا عزیز زبیدی حفظہ اللہ پیشاب کی تکلیف کے باعث ہسپتال میں داخل ہیں ۔ اپریشن ہو چکا ہے ۔ اس وقت الحمدللہ کافی افاقہ ہے ۔ ممکن ہے اس مضمون کی اشاعت تک وہ گھر واپس جا چکے ہوں ۔ بہر حال ان کی صحتِ کاملہ کے لئے قارئین سے دُعاء کی درخواست ہے ——— یہ مضمون انہوں نے ہسپتال ہی میں اپریشن سے قبل بسترِ علالت سے تحریر فرمایا تھا ۔ ان کے ان رشحاتِ قلم کو ان کی علمی ، دینی اور ادبی افادیت کے پیشِ نظر قارئینِ الاعتصام کی نذر کیا جا رہا ہے ۔ (ادارہ)

کچھ دن گنہگار ام ہسپتال میں گذارنا پڑ گئے ۔ گو وہ لوگ سب اچھے ہیں ۔ تاہم جگہ اچھی نہیں ہے ۔ یہ عجیب لطیفہ ہے کہ یہاں شب و روز چیر پھاڑ رہتی ہے تو جان میں جان آتی ہے ۔ اگر وہاں یہ ظلم نہ ہو تو جان جاتی ہی جاتی ہے ——— اس دنیا کی کج ادائی کی اس مسیحائی کی داد کون نہ دے گا ۔ اگر کوئی شخص یہاں فارغ رہے تو لمحات کالے سانپ بن کر ڈستے ہیں ، اپنے ہاتھ میں اس کا علاج یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح ذہن کو اس میں مصروف رکھا جائے ——— چنانچہ خوش قسمتی سے ہسپتال کو جاتے ہوئے اِسعَافُ المُبَطَّا بِرِجَالِ المُوطَّا (سیوطی) ہاتھ لگ گئی وہی لے کر بیٹھ گیا ۔ اس کے مطالعہ کے دوران اس میں چند "دُررِ منثورہ" مشاہدہ میں آئے ، چاہتا ہوں ، اس لطف میں اپنے دوستوں کو بھی شریک کر لوں !

غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے شرم آتی ہے

سالم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے ہیں ۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں ہوتا ہے ۔ ایک دفعہ ہشام بن عبدالملک خانہ کعبہ میں داخل ہوا تو وہیں حضرت سالم بن عبداللہ بھی موجود تھے ، ہشام نے ان سے کہا کر : مجھ سے کچھ مانگئے ! حضرت سالم نے جواب دیا ، خدا کے گھر میں غیر اللہ سے مانگوں ! مجھے شرم آتی ہے ۔

انی استحی من اللہ تعالیٰ ان اسأل فی بیتہ غیرہ (اسعاف المبطأ ص۱۲)

دنیا تو میں نے اس سے بھی نہیں مانگی

جب باہر نکلے تو ہشام نے کہا : حضرت جی ! اب تو مجھ سے کچھ مانگ لیجئے ! فرمایا ، دنیا تو میں نے اس سے بھی نہیں مانگی جس کے ہاتھ میں ہے ۔ اس سے کیونکر مانگوں جس کے وہ قبضہ میں نہیں ہے ۔ فقال لہ سلنی الآن ! فقال واللہ ماسألت الدنیا من یملکھا فکیف اسأل من لا یملکھا (اسعاف المبطأ)

یہ بات مقام عزیمت کی ہے کہ خدا کے گھر میں کوئی غیر سے کھانے کو مانگے ۔ اب رہی خانہ خدا سے باہر کی بات ؟ سو وہ جگہ ہی بتا جہاں خدا موجود نہیں ——— ویسے بھی کیا تک ہے کہ منگتے سے کیا مانگنا ۔ جو خود دنیا کے پیچھے بدحواس ہو رہا ہے ، اس سے

آس لگا ناچہ معنے ؟

کسی شخص نے حضرت امام نخعی کی خدمت میں اشرفیوں کی تھیلی پیش کی، اسے امام موصوف نے پوچھا کہ کیا آپ کا دل اور دھن چاہتا ہے۔ عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: تو پھر یہ تو خود لے جا، کیونکہ مجھ سے زیادہ تو حقدار ہے۔

تو رو پڑتے

حضرت ایوب سختیانی حدیث کے بڑے امام تھے۔ جب ان کے سامنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو رو پڑتے اور یوں زار و قطار روتے کہ دیکھنے والوں پر ترس آنے لگ جاتا۔

فکان اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عندہ یبکی حتی ارحمہ (اسعاف)

یہ دراصل عشق صادق کی کیفیت ہے جیسے کاذب کی طرح جو لوگ حضور کے عشق کے مدعی ہیں، وہ طبلے کی تھاپ پر پھدکتے، رگڑے مارتے اور سر تال سے گاتے ہیں۔

ایں مدعیاں در طلبش بے خبرانند
کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

گیارہ سال کی عمر میں اولاد

حضرت عبداللہ بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم صحابی ہیں۔ سب صحابہ سے حضرت ابوہریرہؓ کے پاس احادیث کا ذخیرہ سب سے زیادہ تھا۔ لیکن وہ فرمایا کرتے تھے۔ مجھ سے بھی زیادہ احادیث کا ذخیرہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس ہے۔ حضرت عبداللہ کے والد کا نام عمرو بن العاص سہمی ہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ اپنے باپ سے صرف گیارہ سال چھوٹے تھے۔ اور اسلام بھی باپ سے پہلے لائے تھے۔ اسلم قبل ابیہ وکان اصغر من ابیہ باحدے عشرۃ سنۃ (اسعاف)

حضرت امام ابن حجر عسقلانی نے ایسے متعدد واقعات نقل کئے ہیں۔ عرب میں جن کی شادی صغر سنی میں ہوئی۔ یہاں پر اس کو پیش کرنے سے غرض ان دونوں کو توجہ دلانا ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی پر ناک بھوں چڑھایا کرتے ہیں، جہاں لڑکے گیارہ سال کی عمر میں شادی کے قابل ہو جاتے ہیں۔ وہاں لڑکیوں کا ۹ سال میں شادی کے قابل ہو جانا ناممکن بات نہیں ہے۔ عرب کی آب و ہوا ہی کچھ ایسی ہے۔

باصلاحیت غلاموں کی عظمت

حضرت نافع حضرت ابن عمر کے غلام تھے۔ لیکن امام مالک کو ان پر اتنا ناز ہے، فرمایا کرتے تھے۔ جب میں نافع سے عن ابن عمر حدیث سن لیتا ہوں تو اور کسی سے نہ بھی سنوں تو مجھے پرواہ نہیں ہوتی:

اذا سمعت من نافع بحدیث عن ابن عمر لا ابالی ان لا اسمعہ من غیرہ (اسعاف)

اسلام میں رنگ و نسب اور زبان و وطن معیار فضیلت نہیں بلکہ تقوٰے اور صلاحیت ہے۔

صرف زُہد نہیں، ثقاہت اور فہم بھی

حدیث کے باب میں جہاں نیکی اور نیک شہرت ضروری ہے وہاں اس کے لئے ثقاہت، معرفت اور فہم حدیث کا ملکہ بھی ضروری ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صرف زاہد اور صوفی سے روایت نہیں کیا کرتے تھے: جب تک اس امر کا اطمینان نہ کر لیتے کہ وہ صاحب حدیث (محدث) بھی ہے۔

فاما زھد بلا اتقان ولا معرفۃ فلا ینتفع بہ ولیس ھو بحجۃ ولا یحمل عنھم العلم (اسعاف)

یعنی ثقاہت اور معرفت حدیث کے بغیر نرا زہد (روایت حدیث میں) کوئی مفید شے نہیں ہے۔ نہ وہ حجت ہے اور نہ ہی ان سے روایت کی جائے۔

امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے اس شہر (شہر مدینہ) میں بڑے نیک اور بزرگ لیکن حدیث کے سلسلے میں "بے خبر" تھے اس لئے روایت نہیں لی۔ کانوا لا یعرفون ما یحدثون (ایضاً)

یہی وجہ ہے کہ صوفی حضرات نے جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں احادیث جتنی ذکر کرتے ہیں ان میں بے سروپا روایتیں بھی آجاتی ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ بات سمجھ میں آجائے گی۔ اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ ان کی نیت اچھی نہیں تھی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ وہ اس میدان کے آدمی نہیں تھے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ جہاں عجمی رای و قیاس اور درایت کا زور رہا ہے یا تصوف اور چلہ کشی کے حامل صوفیاء کا، ان کی حدیثوں کا حال عموماً بس ایسا ہی رہا ہے۔ صوفیاء کا حال تو امام مالکؒ کی زبانی سن لیا ہے۔ درایت زدہ اور رای و قیاس کے بیماروں کی کہانی بھی خود امام مالکؒ ہی سے سُن لیجئے!

اہل عراق - کوفی

شعیب بن حرب کا کہنا ہے۔ کہ میں نے حضرت امام مالکؒ سے پوچھا کہ عراقیوں (کوفیوں) سے آپ حدیث کیوں نہیں لیتے؟ ہمارے اسلاف نے ان کے اسلاف سے روایت نہیں کی۔ ہمارے بعد میں آنے والے ان کے اخلاف (بعد میں آنے والوں) سے نہیں لیتے۔ لم یحدث اولونا عن اولیھم فکذلک اخرونا لا یحدث عن آخریھم (اسعاف)

امام مالکؒ کے نزدیک ان کا یہ متفق علیہ تعامل ہے کہ وہ ان درایت زدہ لوگوں سے روایت نہیں لیا کرتے تھے۔ جب بات قیاس و رائے پر ٹھہری تو احادیث کا گھڑنا بھی ان کے لئے کچھ مشکل نہیں رہا۔ چنانچہ امام موصوف نے احادیث وضع کرنے کا الزام بھی لگایا ہے۔ فرمایا وہاں ٹکسال ہے۔ ہم ان سے کیسے حدیث لیں ان کے پاس ٹکسال ہے جس میں رات کو حدیث گھڑتے ہیں اور دن کو چلاتے ہیں۔

کیف لنا بالعراق ملک بھا دار الضرب
یضرب باللیل و ینفق بالنھار (اسعاف المبطأ)

گویا چند مستثنیات کے سوا عموماً وہاں کا ماحول احادیث کے لئے کم ہی سازگار رہا ہے۔ اس لئے امام مالکؒ ان پر اعتماد نہیں کیا کرتے تھے۔ دوسرے بزرگ بھی کوفیوں کے سلسلے میں غیر مطمئن ہی رہے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کوفیوں کی حدیث میں نور نہیں ہوتا۔ وغیرہ۔

امام مالک رحمہ اللہ کا یہ الزام ان کے عوام کی بات ہے، ان کے کچھ ایسے عظیم لوگ ہیں جن کا احترام کیا جاتا ہے۔ مگر بایں ہمہ علم حدیث ان کے ہاں اجنبی اور تقریباً پردیسی رہا ہے۔

جناب عبدالخالق حشر۔ لاہور

احترام انسانیت اور اسلام

نسلِ انسانی کی فلاح و نجات کے لئے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء کرام تشریف لائے ان سب کی بعثت کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ ابنِ آدم کو احکامِ الٰہیہ کے مطابق عبدیت اور انسانیت کے مفہوم سے آشنا کیا جائے، یہ بتایا جائے کہ خالقِ کائنات نے انسان کو کیوں پیدا کیا، انسان کا انسان سے کیا تعلق ہے، اور وہ کونسے اعمالِ حیات ہیں جن کے کرنے سے انسان کردار کی رفعتوں کو چھو سکتا ہے۔ اور نہ کرنے سے ذلّت و گمراہی کی پستیوں میں اتر سکتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے توحید پرستی، نیک عملی اور ایمان بالآخرت کو ذریعہ قرار دیا۔ یعنی صرف اور صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کو اپنا الٰہ (معبود) اور رب (پرورش کرنیوالا) تسلیم کیا جائے۔ اس کی صفات اور اس کے اختیارات میں غیر اللہ کو کسی طور بھی دخیل نہ کیا جائے اور یہ یقین رکھا جائے کہ روزِ قیامت اس جہان کے اعمال کی چھان پھٹک ہوگی اور اعمال ہی کی بنیاد پر جزاوسزا کے نتائج مرتب ہوں گے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ آخرت کی بازپرس کے خوف کے بغیر حیاتِ انسانی کے اعمال کی سمت درست نہیں ہوسکتی اور وحدت الٰہ کے تصوّر کے بغیر انسانوں کے مابین فکری اور نظری تفاوت نہیں مٹ سکتا، دنیوی تمتع گیری کی خاطر انسانوں کا اپنے خود ساختہ خدائی اختیارات کو دوسروں سے باور کروانے کا جذبہ ماند نہیں پڑ سکتا اور یوں انسان کا اصل مقام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہالت کی تاریکیوں میں گم ہوجاتا ہے!

انسان کی عالمگیر بدبختی

انسان کی یہ عالمگیر گمراہی رہی ہے کہ اس نے کتبِ سماویہ میں تحریف و تبدل کرکے مذکورہ تعلیم ربانی جس کے ذریعے قوانینِ فطرت کے مطابق زندگی گذار کر وہ دنیا و آخرت کی کامگاریاں سمیٹ سکتا تھا، فراموش کردی۔ خدا کے اختیارات میں معبودانِ باطل کو دخیل کرلیا۔ لاتعداد خداؤں کو اپنا حاجت روا خیال کرکے ان کے آگے جبینِ عبودیت خم کردی۔ خدا کا بندہ ہونا جو ابنِ آدم کے لئے سب سے بڑا اعزاز تھا اسے کھو دیا۔ اور غیر اللہ کی عبودیت جو انسانیت کی انتہائی پستی ہے۔ اسے قبول کرلیا۔ یوں انسان اپنے مقام سے ناآشنا ہوگیا۔ اور قرن ہا قرن تک جہالت کی اسی تاریکی میں سرگرداں رہا۔!

ظہورِ ہدایت کے وقت دنیا کی حالت

چھٹی صدی عیسوی میں ظہورِ اسلام کے وقت سطحِ ارض پر انسانیت کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ انسان کے ملکوتی قوا کی نشو و ارتقاء رک چکی تھی۔ شرافت و نجابت کی جگہ درندگی اور بہیمیت انسان کا شعار تھا۔ تمدن کا اگر کوئی مفہوم تھا تو صرف نفس پرستی اور عیش کوشی، تہذیب کے اگر کوئی معانی تھے تو اخلاق باختگی، اور بدچلنی۔ طبقاتی تقسیم اور استحصالی قوتوں کے باعث انسانیت قرن ہا قرن سے مقہور و مغلوب چلی آرہی تھی۔ اس وقت دنیا میں دو بڑی سلطنتیں تھیں۔ رومی سلطنت جو بزنطینی کہلاتی تھی اور ایرانی سلطنت جو ساسانی کہلاتی تھی، بزنطینی حکمران مطلق العنان تھے۔ لوگ ان کے سامنے سربسجود ہوتے تھے ساسانی حکمرانوں کے سامنے بھی لوگ سجدہ کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ بادشاہ کو خدا سے خاص تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ مافوق الفطرت خصوصیات کا حامل بن جاتا ہے۔ بادشاہوں کے خدائی حقوق کے بانی ایران کے شہنشاہ ہی تھے ـــــ ہندوستان معاشرتی اونچ نیچ کا شکار تھا۔ برہمن سب سے اونچا طبقہ تھا، شودر

سب سے نچلا، ان کو جانوروں سے بھی بدتر خیال کیا جاتا تھا۔ برہمن پیدائشی طور پر اعلیٰ اور شودر پیدائشی طور پر ادنیٰ اور حقیر خیال کیا جاتا تھا ـــــ اہلِ چین خدا کو بالاتر ہستی تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ نظامِ ہستی میں بزرگوں کی روحوں کے تصرف کے بھی قائل تھے۔ گویا انسانی زندگی پر کسی نہ کسی رنگ میں غیر اللہ کی خدائی مسلّط تھی ـــــ ادھر عرب میں معاشرتی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی، بے شمار اخلاقی برائیوں مثلاً جوا، شراب نوشی، زناکاری وغیرہ کے علاوہ طبقاتی تقسیم بھی پورے عروج پر تھی، زبردست زیردستوں کا ہر طرح سے استحصال کرنا اپنا حق سمجھتے تھے، مثلاً رقم کی عدم ادائیگی کی صورت میں مقروض کے بیوی بچے رہن رکھ لئے جاتے، قاتل کے قبیلہ کا کوئی بھی فرد قصاص میں قتل کیا جا سکتا تھا۔ مقتول کا خون بہا اس کی معاشرتی حیثیت کے مطابق متعیّن ہوتا۔ دولت مند افراد کا خون بہا کمتر درجہ کے مقتول کے مقابلہ میں زیادہ تھا۔ بعض قبائل اپنے ایک آدمی کے قتل کے بدلہ میں مخالف کے دو یا زیادہ افراد کا قتل جائز خیال کرتے تھے۔ عورتوں کی کوئی معاشرتی حیثیت نہیں تھی، ان کو مردوں کے مقابلہ میں کمتر خیال کیا جاتا تھا۔ ان کے حقوق کی کوئی تعیین نہیں تھی۔ بیٹی کی پیدائش کو منحوس خیال کیا جاتا تھا، بعض لوگ ان کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ غلاموں کا طبقہ سب سے زیادہ مظلوم تھا۔ ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم ہوتے۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ان کی خرید و فروخت۔ دولت کے حصول کے لئے لونڈیوں کو زبردستی بدکاری پر مجبور کیا جاتا، فرعون مزاج دنیا پرست اُمراء مالی اور نسلی تفاخر کے باعث کم حیثیت لوگوں کو اتنا حقیر خیال کرتے کہ ان سے انسانی روابط تو کجا ان کے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ یہ ان کی خود ساختہ شان کے منافی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بھی وہ اپنے اسی غیر انسانی اندازِ فکر کو ترک کرنے میں متامل تھے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ جب تک غریبوں کو اپنی محفل میں آنے سے نہیں روکو گے ہم یہاں نہیں آئیں گے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے نبیؐ! ان فرعون مزاجوں کی کوئی بات نہ سنو! رضائے الٰہی کے لئے امیری غریبی معیار نہیں بلکہ اخلاص اور تقوےٰ ہے۔ یہ لوگ غریب سہی لیکن اخلاص مندی سے رضائے الٰہی کے طالب ہیں ان کو اپنی محفل سے نہ نکالو۔ ع

در کوئے ما شکستہ دلے مے خرند و بس!

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الانعام۔ ۵۲) (جو اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کو صبح و شام اس کی یاد میں لگے رہتے ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالیو)

یہود و نصاریٰ نے اپنے پیشواؤں کو خدائی اختیارات منتقل کر کے انہیں اپنا رب بنا لیا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔ "اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" (سورہ توبہ: ۳۱) (ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو پروردگار بنا لیا)

پروردگار بنا لینے کا یہ مطلب نہیں ہے وہ ان کو خالقِ ارض و سموات مانتے تھے، ایسا تو نہ کبھی کسی نے کہا نہ کہہ سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے مشائخ کو تشریعِ دینی کا حق دے دیا تھا۔ یعنی یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ وہ جو کچھ اور جیسا کچھ کہیں حق ہے۔ اسے بلا چوں و چرا تسلیم کیا جائے حالانکہ یہ حق اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے سوا اور کسی کا بھی نہیں! پس قرآن کے نزدیک یہی رب بنا لینا ہے۔

وہ اُمراء اور با اثر لوگوں کی مطلب برآریوں کے لئے شریعت کے احکام کو توڑ مروڑ کر حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیتے اور بھاری معاوضہ وصول کرتے۔ بڑی بڑی

فیسیں وصول کر کے مغفرت کے پروانے جاری کرتے ۔ مرنے والوں کو ثواب پہنچانے اور اس کے گناہوں کا کفارہ دلانے کے لئے مقررہ رقمیں وصول کرتے ۔ کتاب اللہ کا علم و تعلّم صرف اپنے تک محدود رکھتے اور عوام سے کہتے کہ تمہارا کام صرف سننا اور ثواب حاصل کرنا ہے اور بس! عوام کے قلب و ذہن میں یہ بات اتار دی تھی کہ اللہ نے ان کو ایسا با اختیار بنا دیا ہے کہ ان کے حکم سے کوئی شے باہر نہیں ۔ چنانچہ لوگ طرح طرح کی حاجات لے کر ان کے پاس آتے اور نذرانے پیش کرتے گویا دین کے تمام تر اعمال کو محض طلب منفعت کی خاطر ایک کاروبار کی شکل دے دی!

مندرجہ بالا مختصر سا عالمی معاشرتی نقشہ ظاہر کرتا ہے کہ ظہورِ اسلام کے وقت سطحِ ارض پر اس وقت انسان کی دو حالتیں تھیں ۔ یا انسان خدا بنا بیٹھا تھا یا جانوروں سے ذلیل زندگی گذارنے پر مجبور رہا ۔ ہر دو حالتیں فطرتِ انسانی کے منافی تھیں جس کے باعث انسانیت کا چہرہ اس حد تک مسخ ہو چکا تھا کہ اسے اصلی روپ میں دیکھنا بظاہر ناممکن تھا ۔ (باقی)

مولانا محمد صدیق مدظلہ (سرگودھا) کی وضاحت

بسلسلہ عرفان حیدر عابدی

محترم سعید احمد صاحب کراچی کا استفسار

ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۶ دسمبر ۱۹۸۵ء کی اشاعت (صـ۲۳) پر "جعلی عرفان حیدر عابدی" کے نام سے جناب سردار احمد صاحب کا مضمون آیا ہے جس کی فوٹو کاپی منسلک ہے ۔

یہاں مشہور ہے کہ اس کے مسلک تبدیل کرنے کی تصدیق جناب نے کی ہے ۔ براہِ مہربانی صحیح صورتِ حال سے مطلع فرمائیں ۔

جزاکم اللہ! (سعید احمد)

جواب ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واجب الاحترام سعید احمد صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط ملا ، جواباً عرض ہے کہ راقم لاہور گیا ۔ مسجد میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث اسلامیہ کالج لاہور نے عرفان حیدر عابدی کو میرے پاس لا کر تعارف کروایا کہ یہ شیعہ مذہب چھوڑ کر اہلحدیث ہو گیا اور اس کے ساتھ تعاون کرنا دینی فرض ہے ۔ اور یہ علاقہ سرگودھا کے ہیں ۔ قاری عبدالحفیظ ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں ۔ ان کی اس ترغیب پر میں نے بھی تصدیق کر دی ۔ بعد میں اس کی تحقیق کی گئی تو وہ شخص جعلی ثابت ہوا ۔ اس کا دادا کٹر حنفی اور اس کا باپ دیوبندی ہے ۔ یہ سنّی مذہب کو چھوڑ کر شیعہ ہو گیا اور اس کے باپ نے اس کو عاق کر دیا ہے ۔ اس کی کوئی لڑکی نہیں جو نکاح کے قابل ہو ، جھوٹ بولتا ہے ۔ چک ۱۹ شمالی تحصیل اجنالہ کا باشندہ ہے ۔ اخبار میں جو اشتہار دیا گیا ہے سرگودھا کی جماعت سے مشورہ کے بعد دیا گیا ہے ۔ جماعت کو اس سے محتاط رہنا چاہیئے ۔ اور میری تصدیق کو کالعدم تصور کیا جائے ۔ اس نے شیعہ بن کر فراڈ کیا ۔ اب اہلحدیث بن کر دھوکا دے رہا ہے ۔ (محمد صدیق)

علامہ خلیل عرب مرحوم کی اہلیہ کا کراچی میں انتقال

محترم شیخ خلیل عرب بن محمد الانصاری یمنی (متوفی ۱۹۶۶ء) ایک سلفی عالم تھے، ان کے جدِ امجد شیخ حسین بن محسن انصاری (متوفی ۱۳۲۷ھ) والیۂ ریاست بھوپال نواب سکندر جہاں بیگم کی درخواست پر یمن سے بھوپال (ہندوستان) تشریف لائے تھے ہند کے اکابر علمائے اہلحدیث نے ان سے کسب فیض کیا، جن میں نواب صدیق حسن خاںؒ بھی شامل ہیں یمن کا یہ علمی، مذہبی اور سلفی خاندان پھر یہیں (ہندوستان) کا ہو کر رہ گیا۔ تاہم تقسیم ملک کے بعد کراچی منتقل ہو گیا۔

۱۹۵۶ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کی چوتھی سالانہ کانفرنس گوجرانوالہ میں ہوئی تھی، اس کانفرنس کے صدر علامہ خلیل عرب ہی تھے۔ ان کی دو صاحبزادیاں ۔ رقیہ اور عطیہ ۔ دینی و علمی حلقوں میں اس اعتبار سے مشہور ہیں کہ یہ دونوں بہنیں اپنے علمی خاندان کی علمی روایات کی امین ہیں۔ اول الذکر جناب رقیہ کا تو ۲۲ دسمبر ۱۹۸۰ء کو کراچی میں انتقال ہو گیا جب کہ عطیہ جو جناب رقیہ سے چھوٹی ہیں، حیات ہیں ۔ پندرہ روزہ "تعمیر حیات" لکھنؤ کے ذریعے سے اب یہ افسوس ناک خبر معلوم ہوئی کہ مرحوم شیخ خلیل عرب کی اہلیہ اور جناب رقیہ و عطیہ کی والدہ محترمہ کا گذشتہ دنوں کراچی میں انتقال ہو گیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں شائع ہونے والی خبر بشکریہ "تعمیر حیات" لکھنؤ درج ذیل ہے۔ (ص ۔ ی)

"تاخیر سے موصول ہونے والی خبر سے معلوم ہوا ہے کہ شیخ خلیل عربؒ کی اہلیہ محترمہ کا کراچی میں انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ شیخ خلیل عرب صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغ تھے بعد میں لکھنؤ یونیورسٹی میں لکچرر ہوئے۔ گوئن روڈ پر ڈاکٹر سید عبد العلی مرحوم کے مکان کے قریب ہی کرایہ کا مکان لیکر رہتے تھے۔ اور یونیورسٹی کے اوقات کے بعد گھر پر لوگوں کو درس دیا کرتے تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے پرانے چراغ اول میں ان پر ایک طویل مضمون بھی لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے عربی زبان کی ابتدائی تعلیم انہیں سے ان کے گھر حاصل کی۔ وہ بچپن میں خاندان کے بچوں کی طرح گھر میں بھی آتے جاتے تھے۔ اور خلیل عربؒ صاحب کی اہلیہ محترمہ بچوں کی طرح ان کا خیال رکھتی تھیں۔ یہ لکھنؤ کے مشہور عالم مصنف و استاد حدیث مولانا سید امیر علی ملیح آبادی کی صاحبزادی تھیں۔ مولانا سید امیر علی صاحب حدیث میں جامع المعقول والمنقول سید نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ حج کے لیے حجاز کا سفر کیا۔ کچھ دن جدہ میں درس دیتے رہے۔ پھر ہندستان واپس آ گئے۔ اور مشہور مطبع نول کشور میں کتابوں کی تصحیح و تحشیہ میں مشغول رہے۔ اخیر زمانہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماءؑ کے صدر مدرس مقرر ہوئے سابق ناظم ندوۃ العلماء حکیم سید عبدالحیؒ نے بھی ان سے مسلم شریف پڑھی۔ اور نزہۃ الخواطر جلد ہشتم میں ان کا تذکرہ بھی لکھا۔ مولانا سید امیر علی کی سب سے مشہور تصنیف تیس جلدوں میں قرآن کی تفسیر "مواہب الرحمٰن" ہے۔ انہوں نے صحیح بخاری، ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ کیا اور کئی کتابوں پر حاشئے لکھے۔ ندوۃ العلماء میں تدریس کے زمانہ میں خلیل عرب صاحب ان کے خاص شاگرد تھے۔ ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور انہیں اپنی لڑکی کی شادی کے لیے منتخب کیا۔ خلیل عرب صاحب ۱۹۲۲ء سے

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

تبصرہ کتب

علیم ناصری

کنز الایمان کا تنقیدی جائزہ

مصنف :۔ مولانا محمد اقبال نعمانی

ضخامت :۔ درمیانہ حجم۔ ۱۴۰ صفحات۔ رنگین کاغذ کا سرورق۔

قیمت ۔ ۱۲ روپے

ناشر :۔ انجمن اتحاد المسلمین کریم پارک راوی روڈ۔ لاہور

مولوی احمد رضا خاں بریلوی صاحب ہندوستان کے ان مولویوں کے اخلاف میں سے تھے جنہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کرنے پر ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا تاکہ عوام الناس جوان کے حلوے مانڈے کا ذریعہ تھے قرآن نہ سمجھ سکیں اور توحید و سنت سے جاہل رہیں۔ اس کے بعد اسی ترجمے کو حضرتؒ کے فرزندانِ گرامی شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادرؒ نے اردو ترجمے کا جامہ پہنایا۔ تو مسلمانوں میں توحید و سنت کی اور زیادہ تبلیغ و تفہیم کا سلسلہ چلا۔ بدعت پسندوں نے اگرچہ ایک عرصے تک اہلِ توحید کی مخالفت کی مگر ان کو قلم و قرطاس سے کام لینے کا حوصلہ نہ ہوا۔ آخر مولوی احمد رضا خاں نے اپنے مخصوص عقائد کے مطابق ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا اور آیاتِ الٰہی کو اپنے مزعومہ نظریات کے مطابق ڈھالا۔ اس پر مستزاد ان کے فیض یافتہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے اس پر حاشیہ آرائی (بصورتِ تفسیر) کی۔ ترجمے کا نام "کنز الایمان" اور تفسیری حاشیے کا نام "خزائن العرفان" ہے۔ "ایمان و عرفان کے ان خزانوں" میں ہندوستانی شرک و بدعت کی جو فراوانی ہے اس پر پاکستان کی "اسلامی حکومت" کو تو کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ عقائد کی درستی کو اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتی۔ البتہ سعودی عرب اور عرب امارات کی غیرتِ ایمانی نے گوارا نہ کیا کہ ان کے ملکوں میں توحید و سنت کے چشمہ صافی میں شرک و بدعت کی ملاوٹ ہو۔ لہٰذا انہوں نے رابطہ عالم اسلامی کی سفارش پر اس تفسیر کی ان ملکوں میں داخلے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ پاکستان کے بریلوی مکتب فکر کے مولویوں اور لیڈروں نے اس پابندی پر زبردست احتجاج کیا اور پورے ملک میں شور و غوغا برپا کر دیا۔ ان کے رسائل و جرائد اس سلسلے میں مسلسل احتجاج کرتے رہتے ہیں۔

مولانا محمد اقبال نعمانی علومِ قرآن کے ماہر اور دیوبندی مکتبۂ فکر کے قابلِ ذکر عالم ہیں۔ انہوں نے کنز الایمان کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور اس کے قابلِ اعتراض حصوں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ انہوں نے زیرِ تبصرہ کتاب میں ہندوستان کے دیگر علماء کے اردو ترجموں کا مقابلہ کر کے کنز الایمان اور خزائن العرفان کے "محاسن" کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے

"کنز الایمان کا تنقیدی جائزہ" نہایت دلچسپ اور معلوماتی کتاب ہے۔ نعمانی صاحب نے اس میں نہ صرف علمائے اہلِ سنّت کے ترجموں کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے بلکہ انہوں نے فرمان علی شیعہ کے ترجمہ قرآن اور محمد علی لاہوری مرزائی کے ترجمہ سے بھی تقابل کر کے ثابت کیا ہے کہ کنز الایمان کے مترجم نے آیات کے متفقہ ترجموں سے ہٹ کر من مانا ترجمہ کر کے قرآن پاک میں خاصی تحریف کا مظاہرہ کیا ہے۔

کتاب ہذا کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے جو اس موضوع پر خاصے کی چیز ہے۔ نوجوان علماء کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ اس کے گن گانے والوں اور قصیدہ خوانوں کا علمی سطح پر جواب دیا جائے۔

آخر میں یہ گذارش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں کتابت کی بہت غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں، جن کی درستی کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے تھی۔ جہاں جہاں اشعار دیئے گئے ہیں ان میں اکثر اوزان کی اغلاط رہ گئی ہیں جو اس قسم

کی علمی کتاب کے شایانِ شان نہیں ہے۔ دوسرا ایڈیشن شائع کرنے سے پہلے ان اغلاط کو درست کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں راقم الحروف کی خدمات بھی حاضر ہیں۔

حکومت اور علمائے ربّانی

مصنف: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ
ضخامت: درمیانہ حجم ۸۰ صفحات - رنگین پیپر کور
قیمت: سات روپے پچاس پیسے
ناشر: مکتبہ نذیریہ چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن - لاہور ۱۸

حضرت حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی ایک عظیم علمی اور دینی شخصیت تھے جنہوں نے نصف صدی سے زیادہ مسند تدریس کو رونق بخشی۔ ان کے شاگرد اس وقت خود بلند پایہ مصنف اور مدرس ہیں اور طلباء کے لئے مرجع و ماویٰ ہیں۔

حضرت العلامؒ نے روپڑ سے ایک دینی اور علمی مجلہ "تنظیم اہلحدیث" جاری فرمایا تھا۔ جو ان کی زندگی میں بلند پایہ مجلات میں شمار ہوتا تھا۔ اس مجلے کو آج کل حافظ عبدالقادر روپڑی مدظلہ جاری رکھے ہوئے ہیں جو حضرت العلام کی علمی یادگار ہے۔ حضرت نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اپنی حد تک خاصا کام کیا تھا۔ ان کی کتب میں زیر تبصرہ کتاب بھی شامل ہے۔

اس کتاب میں حضرتؒ نے ان علمائے ربّانی کے واقعات قلم بند فرمائے ہیں۔ جنہوں نے حکومت وقت اور جابر سلطانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا۔ ان علمائے حق میں حضرت عبداللہ، سفیان ثوریؒ۔ حضرت سلمہ بن دینار، ابوحازمؒ۔ حضرت سعید بن جبیرؒ۔ حضرت امام مالکؒ، حضرت احمد بن حنبلؒ۔ حضرت امام بخاریؒ۔ حضرت امام شافعیؒ اور اسی قسم کے دیگر ائمہ کرام شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنے دور کے مسائل کے سلسلے میں حکومتوں سے اختلاف کیا۔ اور ان کی سزاؤں کے مرتکب ٹھہرے۔ پھر ان دردناک سزاؤں کو صبر و استقامت سے برداشت کیا۔ اور زبان سے صرف حق ہی کے کلمات ادا فرمائے۔ اس سے نہ صرف انہوں نے اپنی عاقبت کو روشن رکھا بلکہ دنیا کے سامنے بھی حق کو زندہ رکھنے کی درخشاں مثالیں چھوڑ گئے۔

حضرتؒ کا انداز تحریر نہایت شگفتہ اور رواں دواں ہے۔ اور زبان و بیان نہایت منجھا ہوا اور صاف و شستہ ہے۔ یہ کتاب عبرت و موعظت کی نہایت عمدہ کتابوں میں شمار ہونے کے لائق ہے جس سے قاری کو حق و صداقت پر استقامت کا حوصلہ عطا ہوتا ہے۔ مکتبہ نذیریہ نے اس متاع گم گشتہ کو قوم کے سامنے پیش کر کے بہت بڑی نیکی کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد حنیف یزدانی کو جزائے عظیم عطا فرمائے جو پرانے چراغوں کو کونوں کھدروں سے نکال کر پھر سے روشن کر رہے ہیں اور ان دبے ہوئے لعل و جواہر کو پھر منظر عام پر لا کر علم و معرفت کے متاع گراں بہا میں اضافہ کر رہے ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

وفیات

۱۔ مولانا ارشاد الحق اثری کو صدمہ یہ خبر باعث صد حزن و ملال ہے کہ جماعت کے جواں سال محقق اور خطیب مولانا الحق اثری کے والد گرامی لیاقت پور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا اثری اور مرحوم کے دیگر لواحقین کے ا[illegible] سایۂ شفقت سے محروم ہونے پر ادارہ ان کے غم و اندوہ میں بر[illegible] کا شریک ہے اور مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا گو ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ (ادارہ)

۲۔ مولانا محمد سلیمان انصاری کو صدمہ ادارہ الاعتصام کے معزز رکن مولانا محمد سلیمان انصاری صاحب کے صاحبزادے محمد زکریا کی نومولود بچی چند روز زندہ رہ کر وفات پا گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ بچی کو والدین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے ادارہ مولانا موصوف کے اس غم میں برابر کا شریک ہے (ادارہ)

۳۔ جناب شیخ سراج دین، شیخ محمد سعید صاحبان کے جواں سال بھائی شیخ عبدالحمید صاحب جنڈیالوی عین عالم شباب میں ۲۵ کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت متقی، صالح اور اپنے مسلک کے ساتھ والہانہ محبت رکھتے تھے۔ قارئین کرام مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں (قاضی سلطان احمد ناظم نشر و اشاعت جمعیت اہلحدیث سرکلر روڈ۔ راولپنڈی)

درخواست دعائے صحت

مولانا محمد علی صاحب مشہور عالم دین ہیں جو امرتسر سے علم حاصل کر کے عرصہ دراز تک سانده کلاں میں تبلیغ و تدریس کا کام سر انجام دیتے رہے۔ اب ان کی صحت کافی خراب ہو چکی ہے۔ آنکھوں کی بینائی میں بھی کمزوری آگئی ہے۔ مطالعہ نہیں کر سکتے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خلوصِ قلب سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں (حافظ مسعود عالم سانده کلاں لاہور)

تبلیغی لٹریچر

حقیقتِ صاع نبویؐ -/۱۰ روپے
امین کائنات ؐ -/۳ روپے

یہ دو کتابیں "بہار ایمان" اور "چہرے کا تاج" مفت حاصل کریں۔ پیشگی رقم ارسال کریں یا ٹکٹ (ادارہ علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر)

۲۔ جمعیۃ طلبہ دار الحدیث المحمدیہ جلالپور پیروالا نے امام بخاریؒ کا رسالہ جزء رفع الیدین للامام محمد بن اسماعیل البخاری (عربی) شائع کیا ہے۔ جس کا ڈاک خرچ و اشاعت فنڈ تین روپے کے ڈاک ٹکٹ ہیں۔ اور اس سے قبل فتح الغفور فی وضع الایدی علی الصدور اور نجم الشہود علی تحریف الغالین فی سنن ابی داؤد شائع کیا جن اصحاب کو ضرورت ہو مبلغ دس روپے میں وی پی طلب کریں۔ یا پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں، تینوں رسالے بھیج دیئے جائیں گے۔ (ناظم اعلیٰ عبدالرحمٰن شاہین جمعیت طلباء دار الحدیث المحمدیہ جلال پور پیروالا)

ضرورتِ رشتہ

ایک نوجوان ایم۔ اے اہل حدیث عمر ۲۵ سال لاہور میں سکول ٹیچر، دینی تعلیم سے روشناس، مستقل رہائش رتہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، قوم جٹ کے لئے مسلک اہل حدیث کی خوب سیرت و خوبرو دوشیزہ، جٹ برادری سے رشتہ درکار ہے۔ لاہور میں ٹیچر لڑکی کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ خوب سیرت و خوبصورت دوشیزہ عمر ۲۰ سال تعلیم میٹرک، کے لئے معیاری رشتہ۔ تعلیم کم از کم بی۔ اے ہو مسلک اہلحدیث و دینی تعلیم سے آراستہ ہو۔ یاد رہے کہ لڑکی کا ایک بہنوئی انگلینڈ میں سرکاری ملازم اور دوسرا بہنوئی بنک مینجر ہے۔ رابطہ کے لئے:۔ خالد محمود ٹیچر گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول اردو بازار۔ لاہور

ضرورتِ خطیب

جامع اہلحدیث چک ۵۱/۱۵ ل

تحصیل میاں چنوں خانیوال میں ایک خطیب کی ضرورت ہے۔ حافظِ قرآن اور شادی شدہ خطیب کو ترجیح دی جائے گی، رہائش اور معقول تنخواہ کے علاوہ دیگر سہولتیں بھی دی جائیں گی (حافظ عبدالستار مدرس کلیۃ الشریعۃ ۱۰ بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور ۱۴)
فون نمبر ۸۵۷۳۳۹

ادارہ دعوتِ قرآن کی کتب

ادارۂ دعوتِ قرآن کی مندرجہ ذیل تصانیف کی قیمتوں میں بے حد کمی کر دی گئی ہے، البتہ خرچہ ڈاک فی کتاب ایک روپیہ بذمہ خریدار ہوگا۔

۱۔ منظوم اردو ترجمہ سورہ البقرہ ۸/- روپے کی بجائے ۵ روپے
۲۔ " " " پنجسورہ ۴/- " " ۳ "
۳۔ " تفسیر سورہ فاتحہ ۴/- " " ۳ "
۴۔ مسدس مدح صحابہؓ ۴/- " " ۳ "
۵۔ ہدیہ کیا ہے ۴/- " " ۲ "

(ادارہ دعوتِ قرآن ۱۶/۱ متصل مسجد جٹاں ۔ اچھرہ ۔ لاہور)

انتخاب جمعیۃ طلباء جامعۃ ابی ہریرۃ الاسلامیہ ریناله خورد

حافظ نور اللہ ۔ امیر ، حافظ محمد احمد ۔ نائب امیر ، امانت اللہ ۔ ناظم
قاری محمد حسین رسولنگری ۔ نائب ناظم ۔ قاری محمد اعظم شاکوٹی
ناظم نشر و اشاعت ۔ حافظ رحمت اللہ ۔ خزانچی
(قاری محمد اعظم شاکوٹی ناظم نشر و اشاعت)

منتخب ادارے دارالکفر بن چکے ہیں

اسلام آباد ۔ ۲۶ جنوری ۔ شریعت بل کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کرنے کی تجویز کے خلاف واک آؤٹ کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سینٹ کے چھ آزاد ممبران نے اس بات کا اعلان کیا کہ موجودہ منتخب ادارے ان کے نزدیک دارالکفر بن چکے ہیں جن میں وہ اسلام کے لئے جہاد میں مصروف ہیں ۔ گروپ کی نمائندگی کرتے ہوئے سینیٹر قاضی عبداللطیف نے کہا کہ ہم کفر کے ایوان میں اسلام کا علم بلند کئے ہوئے ہیں اور ہم انہیں مسلمان کر کے رہیں گے (نوائے وقت ۔ ۲۷ جنوری ۱۹۸۶ء)

بقیہ : علامہ خلیل عرب مرحوم کی اہلیہ کا کراچی میں انتقال

سنہ ۱۹۳۶ء تک لکھنؤ یونیورسٹی میں لیکچرر رہے پھر بھوپال چلے گئے اور تقسیم کے بعد کراچی منتقل ہو گئے ۔ فیاضی و مہمان نوازی اور سادگی و سیرچشمی اس گھر کی خصوصیت تھی ۔ عرب صاحب نسلاً ہی نہیں مزاجاً و اخلاقاً بھی عرب تھے اور ان کی اہلیہ جو حسینی سادات میں سے تھیں ۔ ذوق و مزاج میں بھی ان کی رفیقۂ حیات رہیں ۔ عرب صاحب جب تک لکھنؤ یونیورسٹی میں رہے ، سال میں ایک دو بار یونیورسٹی کے اساتذہ اور دوسرے دوستوں کی دعوت کرتے کئی قسم کے کھانے تیار کرتے اور اصرار کر کے کھلاتے ، اس سارے اہتمام و انتظام میں آپ کی اہلیہ شریک رہتیں ، ان کی چھ صاحبزادیاں اور دو لڑکے تھے ۔ محمد اور یحییٰ کثیر العیال ہونے کے باوجود عرب صاحب اپنے چار بھائیوں کو بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ان چار میں سے صرف ایک ان کے حقیقی بھائی تھے ۔ اور ان کی اہلیہ محترمہ اپنے بچوں ہی کی طرح عرب صاحب کے بھائیوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں ان کے صاحبزادوں میں محمد خلیل عرب بنک الجزیرہ جدہ میں ہیں اور یحییٰ خلیل عرب کراچی میں ہیں ۔ صاحبزادیوں میں ایک رقیہ کا انتقال ہو گیا ہے باقی زندہ ہیں عطیہ خلیل عرب جامعۃ الامام محمد بن سعود میں استاذ ہیں ۔

(تعمیر حیات لکھنؤ ۔ ۱۰ دسمبر ۸۵ء)

PHONE 54406 WEEKLY **AL-AITISAM** LAHORE RL. NO. 5523